ACADEMIA International Journal for Social Sciences
Volume 3, Issue 2, 2024 ISSN-L (Online): 3006-6638

پاکستان میں معاشی استحکام کا لائحہ عمل: نبوی تعلیمات کی روشنی میں

A Roadmap for Economic Stability in Pakistan: In the Light of Prophetic Teachings

Hafiz Hassnain Ali
hm0744241@gmail.com
M.Phil Scholar, Riphah International University, Faisalabad

Dr. Shoaib Arif
shoaib.arif@uog.edu.pk
Lecturer, Department of Islamic Studies, University of Gujrat (Hafiz Hayat Campus)

Ayaz Akhter
ayaz502000@gmail.com
Ph.D Scholar, Institute of Islamic Studies, MY University Islamabad
Corresponding Author: * Hafiz Hassnain Ali hm0744241@gmail.com

Received: 14-10-2024 **Revised:** 24-11-2024 **Accepted:** 03-12-2024 **Published:** 11-12-2024

ABSTRACT

This study presents a comprehensive roadmap for achieving sustainable economic stability in Pakistan, grounded in the moral and financial principles outlined in the teachings of Prophet Muhammad ﷺ. Economic challenges in Pakistan, including widespread poverty, income inequality, and financial mismanagement, have highlighted the urgent need for a framework that integrates ethical, social, and economic dimensions. Islamic teachings provide such a framework by emphasizing fair wealth distribution, the avoidance of interest (riba), the promotion of halal and productive earnings, and the systematic practice of zakat and voluntary charity (sadaqah). Prophet Muhammad ﷺ stressed that individual effort, honesty in work, responsible spending, and social justice are central to alleviating poverty and fostering societal cohesion. By adopting these principles, Pakistan can not only reduce poverty and financial disparity but also cultivate social trust, ethical responsibility, and economic resilience. This research argues that economic stability is inseparable from moral and communal values, illustrating that the path to financial security lies in harmonizing material progress with ethical and spiritual guidance.

Keywords: *Economic stability, Pakistan, Islamic teachings, Prophetic guidance, Zakat, Halal earning, Poverty alleviation, Social justice, Riba prohibition, Responsible consumption, Ethical finance, Community development*

اسلام ایک مکمل ضابطہ حیات اور عالمگیر زندگی کو فروغ دینے کی نمائیدگی کرتا ہے جس کی مثال رسول محتشم ﷺ کی زندگی ایک بہترین اسوہ ہے۔ معلم اول ﷺ کی زندگی انسان کے کی حیات کے ہر پہلو کے لیے کافی ہے چاہے وہ معاملات، عبادات، عقائد، رسومات یا تہذیب اور ثقافت یا معاشی نظام ہی کیوں نہ ہو بلاشبہ وہ آقا ﷺ کی زندگی سے سب کچھ اخذ کیا جا سکتا ہے۔

یہ تحقیق نبوی تعلیمات کی فکری، معنوی اور عملی افادیت کو ایک جامع فریم ورک کے طور پر پیش کرتی ہے جو انسانی معیشت میں توازن اور استحکام کی ضمانت فراہم کرتا ہے بلکہ معیشت کو دیرپا اور پائیدار ترقی کی جانب گامزن کرتا ہے۔ اس مطالعہ میں دین کے تعمیری اور مثبت اور ہمہ جہت کردار کا تجزیاتی مطالعہ کیا جائے گا۔ تاکہ معاشی استحکام اور ترقی کے فروغ میں اس کی حقیقی افادیت

کو نمایاں کیا جا سکے۔ یہ تحقیق سخت گیر اور منہج تحقیق کے جدید اصولوں پر استوار ہے جس میں ہمہ جہت لٹریچر ریویو، منظم اور مربوط اعداد و شمار کی جمع آوری اور بنیادی و ثانوی ماخذ کا گہرائی سے تنقیدی و تجزیاتی مطالعہ شامل ہے۔ اس کا مقصد "پاکستان میں معاشی استحکام کا لائحہ عمل: نبوی تعلیمات کی روشنی میں "ایک مؤثر اور قابل اطلاق فکری اور عملی فریم ورک کے طور پر اجاگر کرنا ہے۔

تعلیمات نبوی ﷺ کی روشنی میں میں اس مطالعہ سے یہ واضح ہو گا کہ معاشی استحکام کے لیے سماجی انصاف کا فروغ، کاروباری سرگرمیوں کی حوصلہ افزائی اور تجارتی معاملات میں دیانت و اخلاقی اقدار کی پاسداری بنیادی ستون ہیں۔ تحقیق میں ان اصولوں کی اہمیت پالیسی سازوں اور مختلف فریقین کے لیے اجاگر کی گئی ہے اور آئندہ مطالعہ میں ایسی سفارشات پیش کی جائیں گی جو ایک شفاف ،منصفانہ اور پائیدار معاشی نظام کی تشکیل میں مددگار ثابت ہو سکتی ہے۔

"پاکستان میں معاشی استحکام کا لائحہ عمل: نبوی تعلیمات کی روشنی میں" تحقیق واضح کرے گی نبوی تعلیمات پر عمل پاکستان کو منصفانہ اور پائیدار معاشی استحکام کی راہ دکھا سکتا ہے۔

انسان کی رشد و ہدایت کے لیے خالق کائنات لم یزل نے اپنے مقرب بندوں کو بھیجا جنھیں انبیاء و رسل کہا جاتا ہے اور ساتھ میں ان کو کتب سماویہ اور صحائف بھی عطا فرمائے تاکہ وہ اللہ کا پیغام لوگوں تک پہنچا سکیں۔ ان تمام کتب اور صحائف کی تعلیمات کا نچوڑ اپنے کلام مجید میں جمع فرما کر اسے قیامت تک کے لیے ہدایت انسانیت کا لازوال سرچشمہ بنایا اور اس کی حفاظت کا ذمہ بھی خود لیا ہے۔ رب کائنات نے اپنے حبیب مکرم ﷺ کو قرآن حکیم کی آیات اور احکام کی تشریح کے لیے مبعوث فرمایا اور آپ ﷺ کو دین اسلام کی وہ کامل و جامع نعمت عطا فرمائی جس کے ساتھ سلسلہ ءنبوت ہمیشہ کے لیے اپنے عروج کمال پر مکمل کر دیا گیا۔

کسی بھی ریاست اور معاشرے کی بقا اور عظمت ایک مستحکم معیشت سے وابستہ ہے۔ معیشت اس وقت طاقتور اور مؤثر بنتی ہے جب حکمرانوں کی مالیاتی پالیسیاں دور اندیشی اور استحکام کا آئینہ دار ہوں، معاشرہ امن و سکون کی فضا سے مزین ہو، اور عدل اجتماعی کے ساتھ ساتھ ذمہ داریوں کی پاسداری کو اولین ترجیح دی جائے۔ یہی وہ اصول ہیں جو ایک قوم کو ترقی، وقار اور دائمی استحکام کی منزل تک پہنچاتے ہیں۔

ریاست کے استحکام اور معیشت کے استحکام میں گہرا اور براہ راست تعلق پایا جاتا ہے۔ ایک مضبوط معیشت نہ صرف ٹیکسوں، فیسوں اور آمدنی کے دیگر ذرائع سے ریاست کے مالی وسائل میں اضافہ کرتی ہے بلکہ ان وسائل کو تعلیم، صحت، بنیادی ڈھانچے اور قومی سلامتی جیسے کلیدی شعبہ جات میں بروئے کار لا کر عوامی فلاح و بہبود کو بھی یقینی بناتی ہے۔ اس کے نتیجے میں شہریوں کے معیار زندگی میں بہتری، روزگار کے نئے مواقع کی فراہمی اور بے روزگاری میں کمی واقع ہوتی ہے۔ مزید برآں معاشی استحکام ملکی و غیر ملکی سرمایہ کاروں کے اعتماد میں اضافہ کر کے صنعتی اور تجارتی سرگرمیوں کو فروغ دیتا ہے، جو بالآخر اقتصادی ترقی کی رفتار کو تیز کرتا ہے۔ تاہم اس عمل کی پائیداری کے لیے سیاسی استحکام ناگریز ہیں کیونکہ سیاسی ہم آہنگی اور سماجی سکون بد اعتمادی، بے یقینی اور انتشار کے خطرات کو کم کرتے ہیں، اور یوں ایک ایسا پر امن ماحول فراہم کرتے ہیں ہیں جو معاشی ترقی اور ریاستی استحکام دونوں کے لیے بنیادی حیثیت رکھتا ہے۔

رحمت عالم ﷺ نے اپنی سیرت طیبہ اور ارشادات مبارکہ کے ذریعہ انسانیت کو زندگی کے ہر شعبے میں روشن راہیں دکھائیں ہیں۔ اسی رہنمائی کی روشنی میں اس آرٹیکل میں **"پاکستان میں معاشی استحکام کا لائحہ عمل: نبوی تعلیمات کا جائزہ"** لیں گے، اور یہ دیکھیں گے کہ تعلیمات نبوی ﷺ کو سامنے رکھ کر کس طرح ایسی جامع حکمت عملی مرتب کی جا سکتی ہے جو ہمارے وطن عزیز ملک پاکستان

کو معاشی استحکام، ترقی اور خوشحالی کی منزل تک پہنچا دے۔ زیر نظر سطروں میں معاشی استحکام کا مفہوم، پاکستان کی معیشت کے تاریخی پس منظر، موجودہ صورت حال اور معاشی استحکام کے لائحہ عمل کو نبوی تعلیمات کی روشنی میں پیش کیا جائے گا۔

معاشی استحکام کا مفہوم

معاشی استحکام سے مراد معیشت کی وہ پائیدار اور متوازن کیفیت ہے جس میں اقتصادی ترقی کی شرح، روزگار کے مواقع اور قیمتوں کا توازن مستقل بنیادوں پر برقرار رہے۔ یہ کیفیت کسی بھی معیشت کا بنیادی ہدف تصور کی جاتی ہے، کیونکہ اس سے افراد کو معاشی تحفظ، کاروباری اداروں کو سرمایہ کاری کے مواقع اور حکومت کو پالیسی سازی و ترقیاتی منصوبہ بندی کے لیے سازگار ماحول میسر آتا ہے یوں معاشی استحکام نہ صرف قومی معیشت کی مضبوطی کو یقینی بناتا ہے بلکہ سماجی فلاح اور ریاستی استحکام کے فروغ میں بھی کلیدی کردار ادا کرتا ہے۔

چرڈی فروین اپنی کتاب میکرواکنامکس (Macroeconomics) کے نویں ایڈیشن میں معاشی استحکام کی تعریف کرتے ہوئے لکھتا ہے:

"The ability of an economy to avoid or minimize fluctuations in output, employment, and prices۔"[i]

معیشت کی یہ صلاحیت کہ وہ پیداوار، روزگار اور قیمتوں میں اتار چڑھاؤ سے بچ سکے یا اس کو کم سے کم سطح تک محدود رکھ سکے۔

فروین اس نظریہ کی وضاحت میں مزید لکھتا ہے کہ معاشی استحکام نہ صرف اقتصادی ایجنٹوں کو طویل المدتی منصوبہ بندی اور سرمایہ کاری کے فیصلوں کے لیے ایک پیشگی اور قابل اعتماد ماحول فراہم کرتا ہے بلکہ اسے جدید معیشتوں کا ایک اساسی اور ناگریز مقصد بھی قرار دیا جاتا ہے، کیونکہ یہ صارفین اور کاروباری طبقے کے اعتماد کو تقویت دے کر پائیدار اور ہمہ جہتی اقتصادی نمو کے تسلسل کو یقینی بناتا ہے۔[ii]

N. Gregory Mankiw کی کتاب Principles of Macroeconomics میں ایڈیشن کے ساتویں حصے میں لکھتا ہے:

"Economic stability is a macroeconomic goal that is achieved through the management of inflation, unemployment and economic growth."[iii]

معاشی استحکام دراصل میکرواکنامک[iv] کا ایک بنیادی ہدف ہے، جو افراط زر، بے روزگاری، اور مجموعی معاشی نظم ونسق کے مؤثر انتظام کے ذریعے سے حاصل کیا جا سکتا ہے۔

مصنف کے مطابق مستحکم معاشی ترقی نہ صرف روزگار کے مواقع پیدا کرنے اور قومی آمدنی میں اضافہ کرنے میں مدد دیتی ہے بلکہ غربت میں کمی اور معیار زندگی کو بہتر بنانے میں بھی بنیادی کردار ادا کرتی ہے۔ مزید برآں، وہ اس بات پر زور دیتے ہیں کہ قیمتوں کا استحکام، جو افراط زر پر مؤثر قابو پانے سے ممکن ہوتا ہے، پیسے کی قدر کو مستحکم اور پیش گوئی کے قابل بناتا ہے۔ یہ استحکام معاشی سرگرمیوں کے لیے ایک مضبوط اور پائیدار بنیاد فراہم کرتا ہے۔[v]

موجودہ علمی مباحث اور معاشی نظریات کی روشنی میں یہ حقیقت واضح ہوتی ہے کہ معاشی استحکام ہر معیشت کا ایک ناگزیر مقصد ہے۔ یہ استحکام نہ صرف ریاست اداروں اور کاروباری شعبوں بلکہ عام افراد کے لیے بھی طویل المدتی منصوبہ بندی، سرمایہ کاری اور پالیسی سازی کو مؤثر بناتا ہے۔ پائیدار معاشی ترقی کے لیے اگزیر ہے کہ بیروزگاری کی شرح میں کمی، افراط زر پر قابو اور معاشی نمو کے متوازن و منظم ڈھانچے کو یقینی بنایا جائے اس طرح کا مربوط اور پائیدار انتظام کسی بھی معیشت کو طویل المدتی خوشحالی، ترقی اورا ستحکام کی ٹھوس ضمانت فراہم کرتا ہے۔

پاکستان کی معیشت کے تاریخی پس منظر

پاکستانی معیشت نے 1947ء میں آزادی کے بعد سے متعدد اہم تبدیلیوں اور تجربات کا سامنا کیا ہے۔ موجودہ دور میں پاکستان کو ایک ترقی پذیر ملک تصور کیا جاتا ہے، جس کی معیشت کا انحصار بنیادی طور پر زرعی شعبے اور ٹیکسٹائل صنعت پر ہے ہام گزشتہ دہائیوں کے دوران ملکی معیشت کو مختلف داخلی اور خارجی عوامل کے نتیجے میں نمایاں اتار چڑھاؤ اور چیلنجز کا سامنا رہا ہے جو اس کی ترقی کی رفتار پر گہرا اثر ڈالتے ہیں۔

1960ء کی دہائی میں حکومتی صنعت کاری پالیسیوں کے باعث پاکستان نے درآمدی متبادل اور بنیادی صنعتوں کی ترقی سے اقتصادی ترقی حاصل کی، مگر یہ ترقی غیر پائیدار ثابت ہوئی اور 1970ء کی دہائی میں ادائیگیوں کے توازن کے بحران کا سبب بنی۔[vi] 1980ء کی دہائی میں پاکستان کو افغانستان میں سویت یونین کے خلاف امریکی قیادت میں قائل اتحاد کی حمایت کے نتیجے میں قابل ذکر غیر ملکی امدا حاصل ہوئی ، جس نے قلیل مدت میں معیشت کا استحکام فراہم کیا۔ تاہم اس امداد پر انحصار نے بیرونی قرضوں کے حجم میں نمایا اضافہ کیا اور معیشت کو طویل المدتی طور پر خارجی مالی وسائل پر انحصار کی راہ پر ڈال دیا جس کے اثرات بعد کے عشروں میں محسوس کیے گئے۔[vii]

1990ء کی دہائی میں پاکستان نے معاشی لبرلائزیشن کی پالیسیوں کو اپنایا، جن کا مقصد ریاستی کردار کو محدود کر کے نجی شعبے کی فعالیت کو بڑھانا اور معیشت کو زیادہ مشابقتی بنانا تھا۔ ان پالیسیوں نے اگرچہ معاشی ڈھانچے میں کچھ مثبت تبدیلیوں کو جنم دیا، تاہم ان کے نتیجے میں معاشرتی عدم مساوات اور بے روزگاری کی شرح میں اضافہ بھی دیکھنے میں آیا ہے۔[viii] اس کے بعد 2000ء کی دہائی کے دوران پاکستان نے سروس سیکٹر، بلخصوص ٹیلی کمیونیکیشن اور مالیاتی شعبوں میں نمایاں ترقی حاصل کی، جس سے اقتصادی نمو میں خاطر خواہ اضافہ ہوا۔ تاہم 2008ء کے عالمی مالیاتی بحران نے اس ترقی کے تسلسل کو متاثر کیا اور معیشت کو نئے چیلنجز سے دوچار کر دیا۔[ix]

گزشتہ ڈیڑھ دہائی میں پاکستان کو متوتر ایسے معاشی چیلجوں کا سامنا رہا جو اس پائیدار ترقی کی راہ میں بڑی رکاوٹ بنے۔ ان چیلنجوں میں بلند افراط زر، بڑھتا ہوا تجارتی خسارہ، اور غیر پائیدار قرضوں کا خصوصی دباؤ خاص طور پر قابل ذکر ہیں۔ کووڈ-19 کی عالمی وبا نے ان مسائل کو مزید سنگین کر دیا، جس کے نتیجے میں سال 2020ے دوران قومی معیشت غیر معمولی بحران سے دوچار ہوئی اور شرح نمو میں نمایا کمی واقع ہوئی۔[x]

پاکستان کی اٹھہتر سالہ تاریخ کے مطالعہ سے واضح ہوتا ہے کہ بلخصوص گزشتہ ایک دہائی، اور خصوصا اس کے آخری پانچ سال سیاسی، سماجی اور معاشرتی عدم استحکام کا شکار رہے ہیں۔ اسٹیٹ بینک کی رپورٹ کے مطابق اپریل 2022ء میں ملک کا مجموعی قرضہ 58،599 ارب روپے تھا جو ایک سال کے اندر بڑھ کر اپریل 2023ء میں 63،505 ارب روپے تک پہنچ گیا ہے۔ اس عرصے میں تقریبا 4906 ارب روپے کا اضافہ ریکارڈ کیا گیا۔ مزید بر آں اسی مدت میں بیرونی قرضے 2،550 ارب تک پہنچ گئے، جبکہ اندرونی قرضوں میں 3،202 ارب روپے کا اضافہ ہوا، جس کے بعد ان کا مجموعی حجم 55،299 ارب روپے ہو گیا۔ یہ اعداد و شمار پاکستان کی معیشت کو در پیش سنگین مالی چیلنجز کی نشاندہی کرتے ہیں۔[xi]

پاکستانی معیشت نے گزشتہ دہائیوں کے دوران ایسے نمایاں تغیرات کا سامنا کیا ہے، جو داخلی اور خارجی وامل کے باہمی اثرات کی عکاسی کرتے ہیں۔ اگرچہ ملک نے ترقی اور پیش رفت کے متعدد ادوار کا تجربہ کیا تاہم اس کی معیشت کو اب بھی مختلف النوع معاشی چیلنجز کا سامنا ہے جو اس کی پائیدار ترقی کی راہ میں اہم رکاوٹ سمجھے جاتے ہیں۔

پاکستانی معیشت کی حالیہ کیفیت اور محرکات کا جائزہ

پاکستان کی موجودہ صورتحال انتہائی پیچیدہ اور کثیر الجہتی ہے جو بیک وقت متعدد سنگین چیلنجز کو اپنے دامن میں سمیٹے ہوئے ہے۔ ان میں بلند شرح مہنگائی، کرنٹ اکاؤنٹ کا بڑھتا ہوا خسارہ، زرمبادلہ کے محدود ذخائر بیرونی و اندرونی قرضوں کا بھاری بوجھ اور مجموعی طور پر اقتسادی نمو کی سست رفتاری شامل ہیں ان مسائل کی جڑ بنیادی طور پر برآمدات اور درآمدات کے درمیان پائے جانے والے ساختی عدم توازن میں

مضمر ہے۔پاکستان اپنی معاشی ضروریات کی تکمیل کے لیے تیل، مشینری اور دیگر بنیادی اشیاء کی درآمد پر غیر معمولی انحصار کرتا ہے۔ جب کہ اس کی برآمدات زیادہ تر ٹیکسٹائل اور زرعی اجناس تک محدود ہیں۔ اس عدم توازن کے نتیجے میں کرنٹ اکاؤنٹ کا خسارہ مستقل طور پر بڑھ رہا ہے جس نے زرمبادلہ کے ذخائر پر شدید دباؤ ڈالا ہے اور بالآخر ملکی کرنسی کی قدر میں نمایاں کمی واقع ہوئی ہے یہ صورت حال نہ صرف قلیل المدتی معاشی استحکام کے لیے خطرہ ہے بلکہ طویل المدتی ترقیاتی اہداف کے حصول میں بھی بڑی رکاوٹ بن رہی ہے۔

پاکستان کو درپیش معاشی مشکلات میں کمزور ٹیکس وصولی ایک بنیادی اور دیرینہ مسئلہ ہے۔ملک خطے میں ٹیکس برائے جی ڈی پی کے سب سے کم تناسب کا حامل ہے، جس نے حکومتی مالی گنجائش کو محدود کر دیا ہے۔ اس صورتحال کے باعث ریاست بنیادی ڈھانچے کی ترقی، سماجی خدمات کی فراہمی اور انسانی وسائل کی بہتری جیسے اہم شعبوں خاطر خواہ سرمایہ کاری کرنے سے قاصر ہے۔ مزید برآں پاکستان کا ٹیکس کا نظام ساختی کمزوریوں، شفافیت کے فقدان اور انتظامی نااہلی سے دوچار ہے۔ یہی عوامل بڑے پیمانے پر ٹیکس چوری، بدعنوانی اور محصولات میں کمی کا باعث بنتے ہیں نتیجتاً معیشت کا باضابطہ اور غیر رسمی شعبہ عدم توازن کا شکار ہے، جس سے نہ صرف مالیاتی خسارہ بڑھتا ہے بلکہ معاشی استحکام اور ترقی کے اہداف بھی شدید متاثر ہوتے ہیں۔

پاکستان کی معیشت محض داخلی ساختی مسائل تک محدود نہیں، بلکہ اسے سیاسی عدم استحکام، سکیورٹی چیلنجز اور ناقص طرز حکمرانی جیسے عوامل نے بھی نمایاں طور پر متاثر کیا ہے۔ جیسا کہ متعدد مطالعات میں واضح کیا گیا ہے، معاشی عدم استحکام غیر یقینی صورت حال سرمایہ کاری کے رجحان کو منفی طور پر متاثر کرتی ہے اور بیرونی سرمایہ کاروں کے اعتماد کو متزلزل کرتی ہے۔ اس منظر میں غیر ملکی سرمایہ کاری کی حوصلہ شکنی ایک تسلسل کے ساتھ مشاہدہ کی گئی ہے جو معاشی نمو کے لیے ناگزیر ہے۔ ان پیچیدہ مسائل کے حل کے لیے حکومت پاکستان کو ایک جامع اصلاحاتی ایجنڈہ مرتب کرنے کی ضرورت ہے۔ اس ایجنڈے میں ٹیکس وصولی کے مؤثر نظام کی تشکیل، کرنٹ اکاؤنٹ خسارے کو کم کرنے کی حکمت عملی، افراط زر پر قابو پانے کے اقدامات اور برآمدات کے تنوع کو فروغ دینے جیسے اقدامات شامل ہیں۔

اسلامی اقدار و اصولوں کی روشنی میں معاشی پالیسی و معاشی استحکام

اسلام ایک جامع اور ہمہ گیر نظام حیات ہے جو نہ صرف انفرادی اور اجتماعی، اخلاقی و روحانی پہلوؤں کی رہنمائی کرتا ہے بلکہ معاشی ، سماجی اور معاشرتی شعبوں میں بھی واضح اصول فراہم کرتا ہے۔ اسلامی تعلیمات افراد، خاندانوں اور معاشروں کو عدل، مساوات اور دیانت داری کی بنیاد پر اقتصادی ترقی اور دیرپا استحکام کی طرف رہنمائی کرتا ہے تاکہ ایک متوازن اور منصفانہ معاشی نظام تشکیل پا سکے۔ اسلام کے معاشی ڈھانچے کا بنیادی ستون زکوۃ ہے، جو مالی عبادت اور سماجی فلاح کا اہم ذریعہ ہے یہ فریضہ ان مسلمانوں پر لازم ہے کو اس کی ادائیگی کی استطاعت رکھتے ہیں ، تاکہ معاشرے میں دولت کی منصفانہ تقسیم کو یقینی بنایا جا سکے ۔زکوۃ نہ صرف غربت کے خاتمے اور معاشی تفاوت کو کم کرنے میں مؤثر کردار ادا کرتی ہے بلکہ سماجی یکجہتی اور اجتماعی ذمہ داری کے احساس کو بھی تقویت بخشتی ہے۔ قرآن مجید برہان رشید میں زکوۃ کی اہمیت پر زور دیتے ہوئے ارشاد فرمایا:

ترجمہ:اور قائم کرو نماز اور زکوۃ کی ادائیگی کرو اور جو نیکی تم کرو گے اگلے جہاں میں اس کو اپنے لیے پاؤ گے، اللہ تمہارے سارے کاموں کو دیکھ رہا ہے۔[xii]

پیغمبر اسلام ﷺ نے زکوۃ اور صدقہ کی اہمیت پر بار بار زور دیتے ہوئے مسلمانوں کو فیاضی اور دل کھول کر دینے کی ترغیب دی۔ آپ ﷺ کا ارشاد گرامی قدر ہے: صدقہ دینے سے مال میں کمی واقع نہیں ہوتی۔[xiii]

یہ حدیث اس حقیقت کو اجاگر کرتی ہے کہ صدقہ نہ صرف فرد کے مال میں برکت کا باعث بنتا ہے بلکہ ضرورت مندوں میں وسائل کی منصفانہ تقسیم کو فروغ دے کر معاشرتی ہم آہنگی اور اقتصادی ترقی کے فروغ میں اہم کردار ادا کرتا ہے۔ اسلامی تعلیمات انسانی سرمائے کی ترقی میں علم اور مہارتوں کے فروغ کو مرکزی حیثیت دیتی ہے جو معاشی نمو اور استحکام کے لیے بنیادی اہمیت رکھتے ہیں ۔قرآن مجید فرقان حمید میں ارشاد باری تعالیٰ ہے:

وَقُلْ رَبِّ زِدْنِي عِلْماً[xiv]

آپ فرمادیں اضافہ فرما میرے رب میرے علم میں

اس آیت مبارکہ سے یہ واضح ہوتا ہے کہ علم کا حصول انسانی ارتقاء اور معاشرتی فلاح کا لازمی جزو ہے۔ اسی طرح، نبی کریم ﷺ کا ارشاد گرامی ہے: فرض ہے ہر مسلمان پر علم کا حصول۔[xv]

آقا ﷺ کا قول اس بات کو ثابت کرتا ہے کہ تعلیم وتربیت کی ہمہ گیر اہمیت کو اجاگر کرتا ہے، ان نصوص سے یہ بات مترشح ہوتی ہے کہ تعلیم نہ صرف فرد کی صلاحیتوں کو نکھارتی ہے بلکہ اجتماعی طور پر معاشی ترقی، سماجی انصاف اور پائیدار ترقی کے فروغ میں کلیدی کردار ادا کرتی ہے۔ اسلام معیشت کی ترقی کے لیے تجارت اور کاروباری سرگرمیوں کو نہایت اہمیت دیتا ہے۔ جیسے کہ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

یا اَیُّھَا الَّذِینَ آمَنُوا لاتَاْکُلُوا اَمْوالَکُمْ بَیْنَکُمْ بِالْبَاطِلِ اِلاَّ اَنْ تَکُونَ تِجَارَۃً عَنْ تَرَاضٍ مِنْکُمْ[xvi]

اے ایمان والو! نہ کھاؤ ایک دوسرے کا مال ناحق مگر آپس کی رضامندی سے تجارت کرو۔

آیت مبارکہ اس بات کی گواہی دے رہی ہے کہ کاروباری لین دین میں شفافیت اور رضامندی کی اہمیت کتنی زیادہ ہے۔ نبی کریم ﷺ خود بھی ایک تاجر تھے اور آپ ﷺ کی پہلی زوجہ مطہرہ حضرت خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا بھی ایک کامیاب تاجرہ تھیں۔[xvii] جو اسلام میں تجارت کے تصور کو اجاگر کرتا ہے۔ نبی کریم ﷺ نے فرمایا سچا اور امانت دار تاجر بروز قیامت نبیوں، سچوں اور شہیدوں کے ساتھ ہوگا۔[xviii]

آقا ﷺ کا یہ فرمان ذیشان ایک ایسی حقیقت کی طرف اشارہ کرتا ہے جو دیانت اور امانت پر مبنی کاروباری رویے نہ صرف اخلاقی برتری از ذریعہ ہیں بلکہ معاشی ترقی، سماجی اعتماد اور پائیدار استحکام کے لیے بھی بنیادی حیثیت رکھتا ہے۔ ایک اور روایت میں ہے کہ زمانہ جاہلیت میں عکاظ، مجنہ اور ذوالمجاز[xix] کے تجارتی مراکز کے طور پر معروف تھے جب اسلام کو بام عروج ملا تو بعض لوگوں کو خیال آیا کہ ایام حج کے دوران ان بازاروں میں تجارت کرنا گناہ ہے تو اس موقع پر قرآن کریم کی آیت مبارکہ نازل ہوئی۔

لَیْسَ عَلَیْکُمْ جُنَاحٌ اَنْ تَبْتَغُوا فَضْلًا مِنْ رَبِّکُمْ[xx]

نہیں کوئی حرج تم پر اس بات میں کہ (ایام حج) میں اللہ کا فضل تلاش کرو

اس آیت مبارکہ سے واضح ہوا کہ ایام حج میں تجارت اور کسب معاش کرنا نہ صرف جائز ہے بلکہ اللہ تعالیٰ کے فضل کو تلاش کرنے کے مترادف ہے اس طرح اسلام نے حج کے دوران بھی معاشی سرگرمیوں کی حوصلہ افزائی کرتے ہوئے یہ اصول متعین کیا کہ دین اور دنیاوی ضروریات باہم متصادم نہیں بلکہ ایک دوسرے کا تکملہ ہیں۔ اسلامی مالیات، جو شریعت مطہرہ کے اصولوں پر مبنی ہے معیشت میں ترقی اور طویل المدتی استحکام کے فروغ میں کلیدی کردار ادا کرتی ہے۔ اس نظام کی بنیاد اخلاقی اور ذمہ دارانہ سرمایہ کاری کے طریقوں

پر ہے جو معاشی شفافیت ،انصاف اور پائیدار کو یقینی بناتے ہیں۔اسلام میں سود کی ممانعت اس مالیاتی ڈھانچے کا بنیادی جزو ہے آقا ﷺ نے ارشاد فرمایا:

اللہ تعالیٰ نے سود کھانے والے، سود دینے والے، سود لکھنے والے اور کے گواہوں پر لعنت فرمائی ہے اور فرمایا یہ سب برابر ہیں۔[xxi]

یہ حدیث نہ صرف سودی لین دین کے خاتمے کی اہمیت کو اجاگر کرتی ہے بلکہ یہ بھی واضح کرتی ہے کہ مالیاتی نظام کو ایسے اصولوں پر استوار ہونا چاہیے جو معاشرتی انصاف اور اخلاقی ذمہ داری کو یقینی بنائیں۔اسلام دولت کے ارتکاز کی حوصلہ شکنی کرتا ہے اور اس کی منصفانہ تقسیم پر زور دیتا ہے قرآن کریم میں ارشاد باری تعالیٰ ہے:

وَفِي أَمْوَالِهِمْ حَقٌّ لِلسَّائِلِ وَالْمَحْرُومِ۔[xxii]

اور محروم نہ کرو سائل کو اور وہ جو خاموش رہتے ہیں ان کو مال سے دو۔

یہ آیت سماجی بہبود کے تصور کو مضبوط کرتی ہے اور اس امر کی طرف رہنمائی کرتی ہے کہ معاشی وسائل کو ضرورت مند طبقات تک پہنچائے جائیں تاکہ معاشرتی عدم مساوات کو کم کیا جا سکے۔اسلامی مالیاتی اصول ،بشمول زکوۃ،صدقات، تجارت کی حوصلہ افزائی اور سرمایہ کاری میں اخلاقی ضابطے ایک ایسا معاشی فریم ورک تشکیل دیتے ہیں جو پائیدار ترقی اور معاشی استحکام کے لیے موزوں ہے۔قرآن اور سیرت النبی ﷺ میں موجود رہنمائی مسلم معاشروں کو ایک ہمہ جہت نظام فراہم کرتی ہے جو بیک وقت سماجی انصاف، مساوات اور اقتصادی خوشحالی کو فروغ دیتا ہے۔

معاشی استحکام اور نبوی تعلیمات کا باہمی تعلق

نبوی تعلیمات کا مطالعہ معاشی نظام کی تشکیل اور اس کے عملی و اخلاقی پہلوؤں کے لیے نہایت اہم ہے کیونکہ یہ ابتدائی مسلم معاشرے کے اس منصفانہ اقتصادی ڈھانچے کی واضح تصویر پیش کرتا ہے کو سماجی انصاف ، مساوات ، ہمدردی اور اجتماعی فلاح کے اصولوں پر قائم تھا۔اس نظام کا مرکزی ستون زکوۃ تھا۔جو صاحب استطاعت پر لازم کر کے دولت کی منصفانہ تقسیم غربت کے خاتمے اور سماجی بہبود کو یقینی بناتا تھا۔ نبوی تعلیمات نہ صرف مالی لین دین میں دیانت،شفافیت اور ذمہ داری کی تعلیم دیتی ہے بلکہ تعلیم،ہنر مندی اور انسانی سرمائے کی ترقی کو معاشی استحکام کا بنیادی ذریعہ قرار دیتی ہے آپ ﷺ کی تعلیمات واضح کرتی ہیں کہ پائیدار معیشت کی بنیاد اخلاقی اصولوں عادلانہ تقسیم وسائل اور افراد کی فکری وفنی تربیت پر ہے۔یہ رہنما اصول آج کے معاشی چیلنجز میں بھی ایک جامع،پائیدار اور اخلاقی اقتصادی ماڈل فراہم کرتے ہیں۔[xxiii]

معاشی عدم استحکام کا لائحہ عمل نبوی تعلیمات کی روشنی میں

نبی اکرم ﷺ کی سیرت مبارکہ اور تعلیمات دنیا بھر کے مسلمانوں کے لیے محض روحانی واخلاقی رہنمائی کا سرچشمہ نہیں بلکہ معاشی و مالیاتی نظام کے اصول وضع کرنے میں بھی ایک ہمہ گیر ماڈل فراہم کرتی ہے۔آپ ﷺ کی ہدایات نے معاشی استحکام ،عدل و انصاف اور منصفانہ معاشی ڈھانچے کی تشکیل میں بنیادی کردار ادا کیا، جس نے اسلامی معاشی فکر کی نظریاتی بنیادیں استوار کیں ،معاصر معاشی تحقیق اس حقیقت کی تائید کرتی ہے کہ معاشی استحکام اور عدل و انصاف میں گہرا تعلق پایا جاتا ہے اور یہی نکتہ سیرت النبی ﷺ کا مرکزی پہلو ہے۔آپ ﷺ نے ہر فرد کے لیے خواہ اس کی سماجی یا مالی حیثیت کچھ بھی ہو، مساوی اور منصفانہ برتاؤ پر زور دیا،اور تجارت ولین دین میں شفافیت،دیانت داری اور باہمی رضامندی کو عملی طور پر لوگوں کے سامنے کر کے دکھایا۔اسلامی معاشی

نظریہ جس کی جڑیں نبوی تعلیمات میں پیوست ہیں، سماجی انصاف کے قیام، دولت عادلانہ کی تقسیم اور سودی نظام کے مکمل اخراج کو ایک پائیدار معیشت کی بنیاد تصور کیا جاتا ہے۔[xxiv]

نبوی تعلیمات میں صدقہ وخیرات کی ترغیب ایک بنیادی اصول کی حیثیت رکھتی ہے کو نہ صرف انفرادی روحانی تربیت کا ذریعہ ہے بلکہ معاشی استحکام کے فروغ اور غربت کے خاتمے کے لیے ایک مؤثر حکمت عملی بھی ہے۔ آقا ﷺ نے امت کو معاشرے کے غریب، کمزور اور محروم طبقات کی کفالت پر زور دیتے ہوئے صدقہ زکوۃ دیگر رفاہی اقدامات کو اجتماعی فلاح کا لازمی جزو قرار دیا ہے۔ یہ سماجی بہبود اسلامی معیشت کے نظریاتی ڈھانچے کی تشکیل میں کلیدی کردار رکھتا ہے۔ اس تناظر میں اسلامی مالیاتی ادارے، نبوی تعلیمات کی روشنی میں متنوع سماجی خدمات فراہم کرتی ہیں جن میں سود سے پاک قرضوں کی فراہمی، زکوۃ کی مؤثر تقسیم اور غرباء ومساکین کی کفالت جیسی سہولیات شامل ہیں۔ دولت کی منصفانہ تقسیم تصور کے تحت اسلام کے معاشی نظام میں دولت کی مسلسل گردش کو برقرار رکھنے کے لیے دو بنیادی نوعیت کے اقدامات تجویز کیے ہیں، یہ اقدامات نہ صرف معیشت میں دولت کی عادلانہ گردش کو یقینی بناتے ہیں بلکہ معاشرتی یکجہتی اور پائیدار اقتصادی ترقی کے فروغ کا ذریعہ بھی بنتے ہیں۔[xxv]

پاکستان میں معاشی عدم استحکام کے لیے لائحہ عمل

پاکستان کے پالیسی ساشوں کے لیے معاشی استحکام کو یقینی بنانا ایک بنیادی قومی ترجیح ہے جس کے حصول کے لیے مؤثر، مربوط اور دیرپا عملی اقدامات یہ ہیں:

محصولات کے نظام میں بہتری:

دیگر علاقائی ممالک کت مقابلے میں پاکستان کا ٹیکس سے جی ڈی پی کا تناسب خاصا کم ہے، جو قومی محصولات میں اضافے کی وافر صلاحیت کو ظاہر کرتا ہے ورلڈ بینک کی تحقیق کے مطابق، موثر ٹیکس ایڈمنسٹریشن، گیر ضروری ٹیکس مراعات کے خاتمے اور ٹیکس نیٹ کی توسیع کے ذریعے پاکستان اپنی ریونیو یس کو نمایاں طور ہر مضبوط کر سکتا ہے جو پائیدار معاشی استحکام کے لیے ناگزیر ہے۔[xxvi]

غیر ملکی سرمایہ کاری کے فروغ کے لیے لائحہ عمل

غیر ملکی سرمایہ کاری پاکستان میں پیداوی صلاحیت کے فروغ، برآمدات کے تنوع، ٹیکنالوجی و مہارت کی منتقلی اور معیاری روزگار کی تخلیق کے ذریعے پائیدار معاشی نمو کا ایک اہم محرک بن سکتی ہے۔ تحقیقی شواہد بتاتے ہیں کہ نہ صرف کل سرمایہ کاری میں اضافہ کرتی ہے بلکہ مقامی اداروں میں مسابقاور کارپوریٹ گورننس کے معیارات کو بھی بہتر بناتی ہے۔ اس مقصد کے لیے حکومتی پالیسیوں کا محور "کاروبار کرنے میں آسانی اور پالیسی کے تسلسل پر ہونا چاہیے تاکہ سرمایہ کاروں کو ریگولیٹری غیر یقینی صورتحال کا سامنانہ کرنا پڑے۔ بین الاقوامی مالیاتی فنڈ کی سفارشات بھی زور دیتی ہیں کہ حکومت کاروباری ماحول کو بہتر بنانے اور سرمایہ کاری کی راہ میں حائل بلند رکاوٹوں کو ترجیحی بنیادوں پر کم کرے، خاص طور پر اجازت ناموں، ٹیکس انتظام، اور سرحدی تجارت کے طریقہ کار میں۔[xxvii]

تجارتی خسارے میں کمی کے اقدامات

پچھلے چند ایک سالوں میں پاکستان کو بڑے تجارتی خسارے کا سامنا کرنا پڑ رہا ہے۔ جس کی وجہ سے زرمبادلہ ذخائر پر بوجھ پڑا ہے۔ اسٹیٹ بینک آف پاکستان کی رپورٹ کے مطابق، درآمدات کے فروگ، درآمدی متبادل اور ترسیلات زر کے عمل کو بہتر بنا کر اس کی کمی کو مزید مستحکم کیا جا سکتا ہے۔

توانائی کے بنیادی ڈھانچے کی ترقی

پاکستان کا توانائی کا شعبہ ناکافی انفراسٹرکچر کے باعث بجلی کی بندش اور بلند قیمتوں جیسے مسائل کا شکار ہے۔ایشیائی ترقیاتی بینک کے مطابق،نیوپاور پلانٹس کی تعمیر اور ٹرانسمیشن وڈسٹری بیوشن نظام کی اپگریڈیشن جیسے اقدامات سے بجلی کی قلت کم اور ملکی معاشی کارکردگی بہتر ہو سکتی ہے۔

زرعی پیداوار اور استعداد میں اضافہ

زراعت پاکستان کی معیشت کا بنیادی اور کلیدی شعبہ ہے جو قومی آمدنی اور افرادی قوت کے بڑے حصے کا براہ راست سہارا ہے۔اس شعبے کی پیداواری صلاحیت میں مؤثر اضافہ کے لیے حکومت جدید و مؤثر آبپاشی نظام کی توسیع،زرعی زمین قرضوں تک آسان اور منصفانہ رسائی اور سائنسی جدوجہد اور کاشت کاری کے طریقوں کو فروغ جیسے اقدامات بروئے کار لا سکتی ہے۔اقوام متحدہ کے فوڈ اینڈ ایگری کلچر آرگنائزیشن کی رپورٹ کے مطابق،زرعی پیداوار میں مؤثر سرمایہ کاری نہ صرف زرعی پیداوار میں نمایاں اضافہ کا موجب بن سکتی ہے بلکہ غربت کے خاتمے،دیہی معیشت کی بحالی اور پائیدار غذائی تحفظ کے قیام میں بھی اہم کردار ادا کر سکتی ہے۔

نبوی تعلیمات کی روشنی میں معاشی عدم استحکام کا لائحہ عمل

مقالے کے مرکزی موضوع کے مطابق ابتدائی مباحث کے بعد ایسے عملی اقدامات بیان کیے جائیں گے جن پر مخلصانہ عمل درآمد کے ذریعے سے وطن عزیز کو معاشی استحکام کی راہ پر گامزن کیا جا سکتا ہے۔

معاشی و مالی انتظام میں استحکام

اسلامی تعلیمات میں مالی نظم وضبط کو معاشرتی اور مالی استحکام کی بنیاد قرار دیا گیا ہے۔قرآن وسنت کی روشنی میں فضول خرچی، اسراف،اور غیر ضروری اخراجات کو سختی سے منع فرمایا گیا کیونکہ یہ عمل محض انفرادی سطح پر نقصان دہ نہیں بلکہ اجتماعی طور پر بھی معیشت میں بدنظمی اور عدم توزن پیدا کرتا ہے۔اسلام نے واضح کیا ہے کہ ذاتی سرمائے اور محنت وحلال ذرائع سے کمائی گئی دولت کو بھی بے تحاشہ خرچ کرنا اعتدال کے منافی ہے نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا:اور ناپسندیدہ فرمایا ہے تمہارے لیے تین چیزو کو بے فائدہ گفتگو،بے فضول سوال کرنا اور مال کو ضائع کرنا۔[xxviii]

یہ حدیث ہمیں بتاتی ہے کہ مال کا ضیاع محض انفرادی معاملہ نہیں ہے کو لوگ عوامی سرمائے یا سرکاری وسائل کو غیر ضروری مقامات صرف کرتے ہیں وہ نہ صرف اخلاقی بلکہ اقتصادی لحاظ سے بھی بدترین رویے کے مرتکب ہوتے ہیں۔حکمرانوں اور منتظمین پر لازم ہے کہ وہ عوامی وسائل کو صرف ان ترجیحات میں استعمال کریں جہاں حقیقی ضرورت اور سب سے زیادہ فائدہ موجود ہو،ورنہ یہ اقدام قومی وسائل کے ضیاع کے مترادف ہوگا۔حضور اکرم ﷺ نے اعتدال پر مبنی معاشی طرز عمل کو کامیاب زندگی کی ضمانت قرار دیا ہے، آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا:خرچ میں میانہ روی آدھی معیشت ہے۔[xxix]

یہی وجہ ہے کہ اسلام میں اسراف کو ناپسندیدہ اور میانہ روی کو باعث برکت قرار دیا گیا ہے۔قرآن مجید میں ارشاد باری تعالیٰ ہے:

اِنَّ الْمُبَذِّرِيْنَ كَانُوْٓا اِخْوَانَ الشَّيٰطِيْنِ۔[xxx]

بے شک وہ شیطان کے بھائی ہیں جو فضول خرچی کرتے ہیں۔

معاشی بدحالی کے نتائج بھی نہایت سنگین ہیں نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا: ایسا وقت قریب ہے غربت انسان کو کفر تک لے جائے۔[xxxi] یہ حدیث واضح کرتی ہے کہ معاشی بدحالی نہ صرف مادی زندگی کو متاثر کرتی ہے بلکہ روحانی اور اخلاقی انحطاط کا ذریعہ بھی بن سکتی ہے۔ اسلامی نقطہ نظر سے دیکھا جائے تو مالی نظم وضبط صرف ذاتی کامیابی کا ذریعہ نہیں بن سکتی بلکہ معاشروں اور قومی خوشحالی کی بنیاد بھی ہے جب فرد اور ریاست دونوں سطحوں پر اعتدال، ترجیحات کی پاسداری اور وسائل کے درست استعمال کو اپنایا جائے تو ایک پائیدار اور مضبوط معیشت کی تشکیل ممکن ہوتی ہے۔

معاشی بدعنوانی کا انسداد

کسی بھی معاشی نظام کی بقا اور ترقی کا انحصار دیانت وامانت داری پر ہوتا ہے۔ جب ریاستی اداروں میں بدنیتی اور کرپشن فروغ پاپاتی ہے تو دولت کی منصفانہ تقسیم کا عمل رک جاتا ہے قومی وسائل ذاتی مفادات کی نظر ہوجاتے ہیں اور نتیجتاً معاشی وسماجی عدم استحکام جنم لیتا ہے۔

اسلام نے مالی معاملات میں دیانت داری کو بنیادی اصول قرار دیا ہے۔ رسول اکرم ﷺ نے واضح فرمایا کہ جو حکمران رعایا کے حقوق میں خیانت کرے اس پر جنت حرام کر دی جاتی ہے۔[xxxii] اس حدیث کی شرح کرتے ہوئے امام ابن تیمیہؒ لکھتے ہیں کہ ریاستی حکام اور قومی خزانے کے نگران صرف امین ہیں مالک نہیں۔ لہذا ان کے لایے لازم ہے کہ وہ قومی وسائل کو اپنی ذاتی خواہشات یا ذاتی مفادات کے لیے استعمال نہ کریں بلکہ ان کو عوام کی ضرورت اور اجتماعی مفادات پر خرچ کریں۔[xxxiii] اس سے معلوم ہوتا ہے کہ ریاستی عہدہ دار قومی خزانے کے مالک نہیں ہوتے بلکہ امین ہوتے ہیں لہذا ان کے لیے لازمی ہے کہ وسائل کو عادلانہ طور پر بروئے کار لائیں۔

معاشی بدعنوانی کی صورتیں جیسے ٹینڈر میں بے ایمانی، خرید وفروخت میں دھوکہ اور عوامی سرمایہ کا ناجائز استعمال آج ہمارے معاشرے میں ایک سنگین چیلنج بن چکی ہے۔ اس کے تدارک کے لیے ضروری ہے کہ ریاستی و سیاسی سطح پر جامع اصلاحاتی مہمات چلائی جائیں اور انفرادی واجتماعی سطح پر دیانت وامانت کو اپنایا جائے۔

معاشی انصاف اور شفافیت

دنیا کی اقوام کی حقیقی ترقی اور پائیدار استحکام کا سب سے بنیادی اصول عدل وانصاف ہے۔ یہ ایک ایسی ہمہ گیر قدر ہے جو نہ صرف مظلوم کو اس کا حق دلاتی ہے اور ظالم کو ظلم سے باز رکھتی ہے بلکہ معاشرتی نظم ونسق، سماجی اعتماد اور ریاستی استحکام کی بھی ضامن ہے۔ عدل ہی وہ اساس ہے جس پر افراد معاشرہ کو اکے بنیادی حقوق فراہم کیے جاتے ہیں اور ان کے جان مال اور عزت کی حفاظت ممکن ہوتی ہے جب کسی ریاست میں عدل کا بول بالا ہو تو تو وہاں سکون، اطمینان اور اجتماعی خوشحالی جنم لیتی ہے اور یہی خوشحالی ایک مضبوط اور ترقی یافتہ معیشت کی بنیاد بنتی ہے اسی لیے اسلام نے عدل وانصاف کو غیر معمولی اہمیت دی ہے۔

قرآن مجید میں نبی کریم ﷺ کو براہ راست یہ حکم دیا گیا کہ وہ لوگوں کے درمیان اللہ کے احکام کے مطابق فیصلے کریں۔[xxxiv] رسول اکرم ﷺ کی زندگی میں کئی ایسی مثالیں ملتی ہیں جو آج بھی دناکی کے قانونی وعدالتی نظام کے لیے رہنما اصول کی حیثیت رکھتی ہیں۔ جس طرح کہ حضرت صخر رضی اللہ تعالیٰ عنہ جو کہ عرب میں سردار کے طور پر جانے جاتے تھے اسلامی ریاست مدنیہ کے معاونین کے میں بھی شمار ہوتے ہیں ان کی خدمات ریاستی استحکام کے لیے نہایت نمایاں تھیں۔ لیکن جب مغیرہ بن شعبہ اور بنو سلیم قبیلے کے لوگ ان کے خلاف شکایا لے کر آقا ﷺ کی بارگاہ میں پہنچے تو آقا ﷺ نے دونوں مقدمات کے فیصلے حضرت صخر کے خلاف کیے۔ اور عدل و انصاف کا تقاضا بھی یہی تھا کہ فیصلہ محض سچائی اور حق کے مطابق ہو خواہ وہ کسی بڑے سردار یا حکومت کے خیر خواہ کے خلاف ہی کیوں نہ ہو۔ قابل توجہ بات یہ ہے کہ دونوں فیصلے حضرت صخر کے خلاف ہونے کے باوجود انہوں نے بغیر کسی اعتراض کے دل وجان سے انہیں تسلیم کیا۔ رسول اللہ ﷺ نے ان کی یہ کیفیت دیکھ کر حیاء اور شرم کے سبب چہرہ انور پر ہلکی سرخی محسوس فرمائی۔[xxxv] گویا کہ

آقا ﷺ کو یہ خیال آیا ہو کہ ایک ایسے شخص کے خلاف فیصلہ ہوا جو حکومت مدینہ کے لیے غیر معمولی خدمات انجام دے چکا ہے مگر شریعت کے اصول نے کسی امتیاز کی گنجائش باقی نہ چھوڑی۔ یہ واقعہ اسلام کے بلند معیار عدل و انصاف کا آئینہ دار ہے جسے اسلام نے بطور اصول قائم کیا۔ حضرت صخر نے بھی اپنی سماجی حیثیت کو شریعت کے فیصلے پر غالب نہ آنے دیا اور اس فیصلے کو پورے ایمان اور اعتماد کے ساتھ قبول کیا، یہ رویہ ان کے کامل ایمان اور اعلیٰ شعور کی علامت تھا۔

حقیقت یہ ہے کہ جب کسی معاشرے میں عدل و انصاف قائم ہو تو وہاں اطمینان اور اعتماد کی باہمی فضا پروان چڑھتی ہے۔ اس کے برعکس جہاں عدل غائب ہو وہاں اضطراب اور ریاستی اداروں پر عدم اعتماد جنم لیتا ہے۔ جو بالآخر معاشی و معاشرتی زوال کا سبب بنتا ہے یہی وجہ ہے کہ اسلام نے عدل و انصاف کو محض قانونی تقاضہ نہیں بلکہ ماشرتی اور معاشی ترقی کی بنیاد قرار دیا ہے۔

رشوت ستانی کا خاتمہ

رشوت لینا اور دینا اسلام کی نظر میں کبیرہ گناہوں میں سے ہے اگرچہ زندگی میں ہر معاملے میں رشوت ممنوع ہے لیکن بالخصوص معاشی و اقتصادی معاملات میں اس کا شامل ہونا معاشرتی و ریاستی نظام کے لیے نہایت تباہ کن ہوتا ہے۔ وہ افراد جو مالی اور عدالتی امور میں رشوت کے ذریعے ناجائز فائدہ اٹھاتے ہیں، دراصل نہ صرف وہ اپنی آخرت خراب کرتے ہیں بلکہ معاشرے میں بداعتمادی، ناانصافی اور کرپشن کی راہیں بھی ہموار کرتے ہیں۔ اس بدعملی کے نتیجے میں انصاف کا توازن بگڑ جاتا ہے اور لوگ عدالتی و انتظامی نظام پر اعتماد کھو کر انتقامی اقدامات پر اتر آتے ہیں، جو معاشرتی انتشار اور تباہی کا سبب بنتے ہیں۔ رحمت عالم ﷺ نے رشوت کی سنگینی کو واضح کرتے ہوئے ارشاد فرمایا: اللہ تعالیٰ کی لعنت ہو اس پر جو رشوت لے یا رشوت دے یا ان کے درمیان معاملہ کروائے۔[xxxvi]

غلط اور بے بنیاد دعوں کی روک تھام

جھوٹی مقدمہ بازی ایک سماجی و معاشرتی رویہ ہے جو نہ صرف فرد کی سطح پر ظلم و ناانصافی کو جنم دیتا ہے بلکہ اجتماعی سطح پر امن و سکون اور معاشی توازن کو بھی بری طرح متاثر کرتا ہے۔ یہ طرز عمل دراصل دوسروں کو ایذا پہنچانے اور ان کے مال و متاع پر ناجائز قبضہ کرنے کا ذریعہ بنتا ہے، جو معاشرتی بگاڑ، باہمی بداعتمادی اور معاشی انتشار کو فروغ دیتا ہے۔ اسلامی تعلیمات اس رویے کو سختی سے مذمت کرتی ہے اور اسے عدل و انصاف کی بنیادی اقدار کے خلاف قرار دیتی ہے۔ حضرت عبد اللہ بن عمر سے مروی ہے کہ انہوں نے سنا رسول مکرم ﷺ سے جو شخص اللہ کے کسی حکم کے نفاذ میں رکاوٹ ڈالے تو وہ دراصل اللہ کی مخالفت کرتا ہے، اور جو شخص جان بوجھ کر ناحق مقدمہ بازی کرے وہ مسلسل اللہ کے غضب کے تحت رہتا ہے جب تک اس عمل سے باز نہ آجائے۔ اور جو کوئی کسی مومن پر الزام عائد کرے جو اس میں سرے سے موجود نہ ہو تو اللہ تعالیٰ اس کے لیے یہ فیصلہ فرمائیں گے کہ اسے جہنمیوں کے نچوڑ سے تیار کردہ غلیظ کیچڑ میں مبتلا کیا جائے گا یہاں تک کہ وہ اپنی بات سے رجوع نہ کرلے۔[xxxvii] یہ حدیث اس امر کی صریح دلیل ہے کہ جھوٹی مقدمہ بازی محض ایک اخلاقی برائی نہیں بلکہ ایک ایسا سماجی جرم ہے جو براہ راست اللہ کے غضب کا باعث بنتا ہے اور معاشرتی انصاف کے توازن کو تباہ کر دیتا ہے۔

وسائل کی منصفانہ تقسیم اور شہری برابری

پائیدار معاشی استحکام کے قیام کے لیے ریاستی مناصب اور ذمہ داریوں کی تقسیم میں عدل و مساوات کا نفاذ بنیادی اہمیت رکھتا ہے تمام اقوام اور برادریوں کو یکساں مواقع فراہم کرنا اس لیے ناگریز ہے کہ ذاتی مفادات ، علاقائی تعصب یا برادری پستی معاشرتی اختلافات اور بداعتمادی کو جنم دے کر معیشت کو کمزور بنا دیتے ہیں۔ رحمت عالم ﷺ نے ریاست مدینہ میں اسی اصول کو عملی شکل دی اگر کسی منصب پر مہاجر صحابی کو مقرر فرمایا جاتا تو اس کے مقابل کسی انصاری صحابی کو کو بھی اس جیسی کسی اور جگہ پر مامور

کیا جاتا۔[xxxviii] یہ طرز عمل اس امر کی ضمانت دیتا ہے کہ کوئی شخص حق سے محروم نہ رہے اور یہی چیز ریاستی نظام کو تقویت دینے کے ساتھ ساتھ معاشی ڈھانچے کو بھی مزید مضبوط کرتی ہے۔

انتظامیہ میں غیر ضروری مراعات کی تنسیخ

ملکی معیشت پر سب سے بڑا بوجھ سرکاری افسران کی وہ مراعات ہیں جن کے باعث قومی خزانہ بری طرح متاثر ہوتا ہے ایک غریب اپنی تمام ضرویا کے اخراجات خود برداشت کرتا ہے جبکہ افسران کو کئی بنیادی سہولتیں مفت ملتی ہیں۔ جنہیں فضول اور بے دردی سے استعمال کر کے ملکی معیشت کو نقصان پہنچایا جاتا ہے۔ ضروری ہے کہ ان غیر ضروری مراعات کو ختم یا کم سے کم سطح تک محدود کیا جائے اور قومی خزانے میں اعتدال اختیار کیا جائے۔ نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا: آدھی معیشت اخراجات میں میانہ روی اختیار کرنے سے ہے۔[xxxix] ایک اور مقام پر ارشاد گرامی ہے: وہ کبھی محتاج نہیں ہوتا جو اعتدال سے کام لیتا ہے۔[xl] اسی طرح اشرافیہ کو دی گئی قیمتی سرکاری گاڑیوں، مفت پیٹرول اور ٹیکس چھوٹ جیسی سہولتوں کا خاتمہ کر کے تقریباً دو سو سے زائد ارب روپے بچائے جا سکتے ہیں۔ جاگیرداروں، سرمایہ داروں اور ناجائز منافع خوروں کے خلاف عملی اقدامات سے اشیائے خوردونوش کی قیمتوں میں بھی استحکام لایا جا سکتا ہے۔

معاشی اعتدال اور قرض حسنہ کی فراہمی

معاشی اعدال کسی بھی معاشرے کی پائیدار ترقی اور خوشحالی کے لیے بنیادی حیثیت رکھتا ہے۔ کیونکہ یہ نہ صرف دولت کی منصفانہ تقسیم کو یقینی بناتا ہے بلکہ افراد کے درمیان ہمدردی اور تعاون کو بھی فروغ دیتا ہے۔ اسلام نے اس تصور کو قرض حسنہ کی صورت میں مزید مضبوط کیا ہے جو معاشرتی ضرورتوں کو پورا کرنے اور مالی مشکلات کا حل پیش کرنے کا اہم ذریعہ ہے۔ قرض حسنہ کا مقصد محض مالی تعاون نہیں بلکہ سماجی انصاف اور انسانی ہمدردی کو عملی شکل دینا ہے۔ اس حوالے سے نبی رحمت ﷺ نے ارشاد فرمایا: جو شخص کسی تنگدست کو مقروض کو مہلت فراہم کرے یا اس کے قرض کا کچھ حصہ کم کر دے تو قیامت کے دن اللہ اسے اپنے عرش کے سائے تلے جگہ عطا فرمائے گا اس دن جب اس کے سائے کے سوا کوئی اور سایہ موجود نہ ہوگا۔[xli] یہ حدیث قرض حسنہ کی فضیلت اور اس کے اجر عظیم کو اجاگر کرتی ہے۔ لہذا اسلامی معیشت میں قرض حسنہ کی فراہمی نہ صرف انفرادی بلکہ اجتماعی سطح پر بھی اعتدال اور معاشی استحکام کے فروگ کا ذریعہ ہے۔

اسلامی بینکاری کے دائرے کا فروغ

غیر سودی بینکاری، جسے اسلامی بینکاری بھی کہا جاتا ہے، اسلامی تعلیمات کی روشنی میں معاشی استحکام کے قیام میں بنیادی کردار ادا کرتی ہے۔ اس کی اساس قرآن حکیم کے واضح احکام[xlii] اور نبی محترم ﷺ کی تعلیمات پر ہیں جن میں سود ربا کو قطعی طور پر حرام قرار دیا گیا ہے۔[xliii] اسلامی بینکاری کا ڈھانچہ سودی لین دین سے اجتناب پر قائم ہے اور اس کے بجائے یہ شراکت داری، منافع و نقصان میں اشتراک، اخلاقی سرمایہ کاری اور حقیقی اثاثہ جات پر مبنی مالیاتی سرگرمیوں کو فروغ دیتا ہے۔ یہ نظام نہ صرف مالیاتی وسائل کی منصفانہ تقسیم کو ممکن بناتا ہے بلکہ سرمایہ کے مؤثر اور ذمہ دارانہ استعمال کو بھی یقینی بناتا ہے۔ اسلامی بینکاری میں قرض حسنہ، مضاربہ، مشارکہ، اجارہ، اور مرابحہ جیسے اصول استعمال ہوتے ہیں جو حقیقی معیشت سے جڑے رہنے اور غیر حقیقی یا قیاس آرائی پر مبنی لین دین سے اجتناب کو یقینی بناتے ہیں۔ نتیجتاً یہ نظام پائیدار ترقی، معاشی انصاف، سماجی مساوات اور معاشرتی فلاح کے فروغ کا باعث بنتا ہے۔ اسی طرح غیر سودی بینکاری محض ایک ایک مالیاتی ڈھانچہ نہیں بلکہ ایک ایسا معاشی نظریہ ہے جو اسلامی اصولوں کی روشنی میں انسانیت کو معاشی استحکام، انصاف اور پائیدار خوشحالی کی جانب رہنمائی فراہم کرتا ہے۔

خلاصہ

اس تحقیق کے نتیجہ سے واضح ہوتا ہے کہ پاکستان کی موجودہ معاشی ابتری اور ترقی کے چیلنجز کا پائیدار حل نبی ﷺ کی معاشی تعلیمات میں مضمر ہے عہد نبوی ﷺ کی اصلاحات نے نہ صرف اس دور کے معاشی بحران کو سنبھالا بلکہ انصاف،، شفافیت اور دیانت پر مبنی ایک ایسا نظام تشکیل دیا جس نے پائیدار ترقی اور اجتماعی خوشحالی کو ممکن بنایا۔ آپ ﷺ نے سود، ناجائز منافع خوری اور زکیرہ اندوزی جیسے مضمر عوامل کا سدباب کرتے ہوئے معیشت کو اخلاقی بنیادوں ہر استوار کیا۔ جس سے اعتماد، مساوات اور سماجی انصاف کو فروغ ملا۔ تحقیق ہذا سے یہ امر اجاگر ہوتا ہے کہ عہد نبوی ﷺ کی معیشت کی اصل خصوصیت اس کی اخلاقی اساس تھی۔ جہاں دیانت ، امانت، عدل اور شفافیت کو بنیادی اصول کے طور پر نافذ کیا گیا۔ یہی اصول معاشرتی بھروسے اور دیرپا معاشی استحکام کا ضامن بنا۔

پاکستان کے موجودہ حالات کے تناظر میں اگر قومی پالیسیوں اور تجارتی رویوں کو انہی اصولوں کی روشنی میں ڈھالا جائے تو کرپشن، بددیانتی اور ناجائز منافع خوری جیسے بحرانوں پر قابو پایا جا سکتا ہے، جس کے نتیجے میں ایک خود کفیل، مضبوط اور خوشحال ریاست کا قیام ممکن ہے۔

پاکستان کی موجودہ صورت حال میں بھی یہی اصول کلیدی کردار ادا کر سکتے ہیں۔ اگر قومی پالیسیوں اور کاروباری رویوں کو سیرت النبی ﷺ کی ان اخلاقی تعلیمات پر استوار کیا جائے تو کرپشن، بددیانتی، ناجائز منافع خوری اور ذخیرہ اندوزی جیسے مسائل پر قابو پایا جا سکتا ہے اس طرح نہ صرف عوامی اعتماد بحال ہوگا بلکہ معاشی استحکام اور اور ترقی کی راہ پر گامزن ہو سکے گا۔

تجاویز وسفارشات

- پاکستان معاشی استحکام کے لائحہ عمل کے لیے تجاویز درج زیل ہیں۔
- بجٹ اور خسارے کو کم کرنے کے لیے غیر ضروری اخراجات ختم کیے جائیں۔ سرکاری اداروں میں کفایت شعاری اپنائی جائے اور فضول مراعات کو محدود کیا جائے۔ ٹیکس آمدنی کو بڑھانے کے لیے ٹیکس نیٹ میں زیادہ سے زیادہ افراد اور اداروں کو شامل کیا جائے۔
- اسلامی بینکاری کے دائرے کو مزید وسعت دی جائے تاکہ معیشت سود سے پاک ہو۔ قرض حسنہ اور شراکت داری پر مبنی اسکیموں کو فروغ دیا جائے تاکہ عام افراد اور چھوٹے کاروباری حضرات بھی ترقی کر سکیں۔
- کسانوں کو جدید ٹیکنالوجی اور سستی کھاد اور بیج فراہم کیے جائیں۔ زرعی ترقی اور پانی کے مؤثر استعمال کے منصوبے شروع کیے جائیں۔ زرعی اجناس کی برآمدات بڑھانے کے لیے حکومتی تعاون فراہم کیا جائے۔
- چھوٹی اور درمیانی صنعتوں کو آسانی سے قرضے فراہم کیے جائیں ۔، لکی مصنوعات کی عیار کو بہتر بنا کر برآمدات بڑھائی جائیں۔ توانای کے بحران پر قابو پا کر صنعتوں کو بلار کاوٹ بجلی اور گیس مہیا کی جائے۔
- تعلیم اور فنی تربیت کے مواقع عام کیے جائیں تاکہ نوجوان جدید ہنر سیکھ سکیں۔ ہنرمند افرادی قوت کو بیرون ملک بھیجنے کے لیے سہولت فراہم کی جائے تاکہ زرمبادلہ ذخائر میں اضافہ ہو۔
- ادارون میں احتساب کا مضبوط نظام بنایا جائے تاکہ کالا دھن ختم ہو۔ رشوت اور سفارش کی حوصلہ شکنی کے لیے سخت سزائیں مقرر کی جائیں۔
- پن بجلی، ہوا اور شمسی توانائی کے منصوبے تیزی سے مکمل کیے جائیں۔ مقامی وسائل جیسے کوئلہ اور گیس کے ذخائر کو جدید ٹیکنالوجی سے بروئے کار لایا جائے۔ توانائی میں خود کفالت حاصل کرکے درآمدی بل کم کیا جائے۔
- ملکی مصنوعات کو عالمی معیار کے مطابق تیار کیا جائے۔ غیر ضروری درآمدات پر قابو پایا جائے اور مقامی مصنوعات کے استعمال کو فروغ دیا جائے۔ نئی منڈیاں تلاش کرکے برآمدات میں تنوع پیدا کیا جائے۔

- سڑکوں، ریل اور بندگاہوں کے نظام کو جدید بنایا جائے۔ ڈیجیٹل انفراسٹرکچر کو فروغ دے کر ای۔کامرس کو ترقی دی جائے۔
- معاشی پالیسیوں میں استحکام رکھا جائے تاکہ سرمایہ کار اعتماد کے ساتھ سرمایہ لگا سکیں۔ ہر حکومت اپنی پالیسیوں کو پچھلی حکومت کے منصوبوں سے جوڑ کر آگے بڑھائے۔

حوالہ جات

[i].Froyen, Richard T. Macroeconomics,9th ed.Pearson,2017,p67

[ii].ibid

[iii].Mankiw, N. Gregory. Principles of Macroeconomics, 7th ed, cengage Learning, 2014,p57

[iv]۔ میکرو اکنامک معاشیات کی ایک بنیادی شاخ ہے جو انفرادی منڈیوں یا اداروں کی بجائے معیشت کے مجموعی رویے، کارکردگی اور ساخت کا مطالعہ کررتی ہے ۔ اس میں قومی آمدنی ، مجموعی پیداوار، افراط ذر، روزگار اور بین الاقوامی تجارت جیسے کلیدی اقتصادی مغیرات کا تجزیہ شامل ہے۔ میکرو اکنامک تجزیے کا مقصد ان عوامل کی نشاندہی اور فہم حاصل کرنا ہے جو کسی ملک یا خطے میں معاشی سرگرمیوں کی سطح اور شرح نمو کو متعین کرتے ہیں مزید بر آں یہ اس امر کا جائزہ لیتا ہے کہ حکومتی پالیسیوں، بین الاقوامی تجارت، تکنیکی ترقی اور دیگر داخلی وخارجی عوامل میں تبدیلیاں مجموعی معیشت پر کسی نوعیت کے اثرات مرتب کرتی ہے۔

[v]. Mankiw, N. Gregory. Principles of Macroeconomics, p57

[vi].Ghulam, y. the political economy of Pakistan: a historical analysis journal of political studies,2017, p101-102

[vii]. Ali, & Malik, M.an overview of Pakistan's economy: from a historical perspective to a future – oriented approach. International journal of business and management review,2018, 5(5), p46

[viii].Khan, the economy of Pakistan: Past, Present and future prospects .international journal of economies and financial issues, 2019,9(1), p 1

[ix] .Malik, s. j. Pakistan economy :Growth, development and sustainability, journal of business strategies, 2018,12(1), p13

[x].World Bank. (2021). Pakistan. Retrieved from https://data.worldbank.org/country/pakistan .

[xi]۔ انیس احمد، پروفیسر، معاشرتی و معاشی عدم استحکام اور حل، ماہنامہ عالمی ترجمان القرآن، ستمبر 2023ء، شمارہ 5، ص 5

[xii]۔ القرآن 110:2

[xiii]۔ ترمذی، محمد بن عیسیٰ بن سورۃ (م 279)، سنن ترمذی، باب ماجاء فی التواضع، رقم الحدیث 2029، شرکہ مکتبہ و مطبعہ مصطفی البابی الحلبی، مصر، 1975ء، ج 4، ص 367

[xiv]۔ طٰہٰ 114:20

[xv]۔ قزوینی، محمد بن یزید، سنن ابن ماجہ، بَابُ فَضْلِ الْعُلَمَاءِ وَالْحَثِّ عَلَى طَلَبِ الْعِلْمِ، رقم الحدیث 224، دار إحیاء الکتب العربیۃ، س۔ن، ج 1، ص 81

[xvi]۔ النساء 29:4

[xvii]۔ سیوہاروی، حفیظ الرحمٰن، نور البصر فی سیرۃ خیر البشر، رحیمیہ مطبوعات، لاہور، 2011ء، ص 72

[xviii] ۔سمرقندی، عبد اللہ بن عبد الرحمٰن، سنن الدارمی، باب فِي التَّاجِرِ الصَّدُوقِ، رقم الحدیث 2581، دار المغني للنشر والتوزيع، المملكة العربية السعودية،، 2000ء، ج3، ص1653

[xix] ۔ابن کثیر، اسماعیل بن عمر، البدایہ والنہایہ، بیروت، مکتبۃ المعارف، 1409ھ، ج3، ص41

[xx] ۔البقرۃ2:198

[xxi] ۔قشیری، مسلم بن حجاج، صحیح مسلم، باب لعن آکل الربا وموکلہ، رقم الحدیث 1598، دار احیاء التراث، العربی، س۔ن، ج3، ص1219

[xxii] ۔الذاریات 19:51

[xxiii] ۔ابن اسحاق، محمد، دی لائف آف محمد (مترجم: جیویلم) آکسفورڈ یونیورسٹی پریس، کراچی، 2004ء، ص98

[xxiv] ۔محمد شفیع، مفتی، اسلام کا نظام تقسیم دولت، دارالاشاعت کراچی، س۔ن، ص21

[xxv] ۔قادری، محمد طاہر، ڈاکٹر، اقتصادیات اسلام، منہاج القرآن پرنٹر، لاہور، 2007ء، ص768

[xxvi] ۔محمد ارشد، ڈاکٹر، فلاحی ریاست کے استحکام میں ٹیکس کا کردار اور عصری تقاضے شریعت اسلامیہ کے تناظر میں، الوفاق، جون 2021ء، ج4، شمارہ 1، ص9

[xxvii] ۔International Monterey Fund ,Pakistan, Article IV Consultation, 2020

[xxviii] ۔قشیری، مسلم بن حجاج، صحیح مسلم، رقم الحدیث 1715، دار احیاء التراث للعربی، بیروت، س۔ن، ج3، ص1340

[xxix] ۔بیہقی، احمد بن حسین بن علی، شعب الایمان، رقم الحدیث 87، مکتبۃ الرشد والتوزیع، ریاض، 2003ء، ج1، ص128

[xxx] ۔الاسراء 27:17

[xxxi] ۔طبرانی،، سلمان بن احمد بن ایوب، الدعاء للطبرانی، رقم الحدیث 1048، دار الکتب العلمیہ، بیروت، س۔ن، ج1، ص319

[xxxii] ۔قشیری، مسلم بن حجاج، صحیح مسلم، باب استحاق الوالی العاشں، رقم الحدیث 142، ج1، ص125

[xxxiii] ۔ابن تیمیہ، احمد بن عبد الحلیم، السیاسۃ الشرعیۃ فی اصلاح الراعی والرعیہ، دار المعرفہ، بیروت، لبنان، س۔ن، 193

[xxxiv] ۔القرآن 48:5

[xxxv] ۔بیہقی، احمد بن حسین بن علی، سنن الکبری، رقم الحدیث 18264، دار الکتب العلمیہ، بیروت، 2003ء، ج9، ص192

[xxxvi] ۔عبسی، ابو بکر ابن ابی شیبہ، الکتاب المصنف فی الآحادیث والآثار، رقم الحدیث 21965، مکتبۃ الرشد، الریاض، 1409ھ، ج4، ص444

[xxxvii] ۔شیبانی، احمد بن محمد بن حنبل، مسند احمد، مسند عبد اللہ بن عمر، رقم الحدیث 5385، ناشر مؤسسۃ الرسالۃ، 2001ء، ج9، ص283

[xxxviii] ۔بخاری محمد بن اسماعیل، صحیح البخاری، رقم الحدیث 59، ناشر دار طوق النجاۃ، 1442ھ، ج1، ص21

[xxxix] ۔بیہقی، احمد بن حسین بن علی، شعب الایمان، رقم الحدیث 87، ج1، ص128

[xl] ۔بنکثی، ہیثم بن کلیب، المسند للشاشی، رقم الحدیث 714، مکتبۃ العلوم والحکم، مدینۃ المنورہ، 1410ھ، ج2، ص162

[xli] ۔ترمذی، محمد بن عیسیٰ بن سورۃ (م279)، سنن ترمذی، باب ماجاء فی التواضع، رقم الحدیث 2029، شرکہ مکتبہ و مطبعہ مصطفی البابی الحلبی، مصر، 1975ء، ج4، ص367

[xlii] ۔القرآن 275:2

[xliii] ۔ذہبی، شمس الدین محمد بن احمد، الکبائر للذہبی، الکبیرۃ الثانیہ عشرہ، دار الندوۃ الجدیدہ، بیروت، س۔ن، ج1، ص64